خطبہ جمعہ جامع مسجد دارالعلوم حقانیہ
۲ر جنوری ۱۹۸۷ء

خطاب :- مولانا سمیع الحق مدیر الحق
ضبط و ترتیب :- مولانا عبدالقیوم حقانی

انسانی مجد و شرف کا حقیقی معیار

اور

اسلام کی حقیقت شناسی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اموالکم و لکن ینظر الی قلوبکم و فی روایۃ الی نیاتکم او کما قال علیہ السلام

حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کی نجات ظاہری حسن و جمال اور دولت و کمال پر نہیں بلکہ باطن کی اصلاح اور اخروی اعمال پر موقوف ہے ۔ جن چیزوں کا آخرت سے تعلق ہے ان میں ایک قلب ہے اور قلب کی اصلاح ہے اور اعمال کی اصلاح ہے ۔ آخرت میں نجات کا ذریعہ دل کی کیفیات اور عقائد و نظریات اور اعمال صالحہ ہی ہیں دنیا میں جو چیزیں نجات اور کامیابی کا مدار قرار پاتی ہیں اللہ کے نزدیک آخرت میں کامیابی کا پیمانہ اس سے مختلف ہے ۔

دنیا اور دنیوی اسباب کے ساتھ بظاہر چین ہے آرام ہے راحت ہے شان و شوکت ہے عزت اور جاہ و جلال ہے بنگلے ہیں عیاشی کے سامان ہیں ۔ دولت ہے ۔ مناصب اور وزارتیں ہیں ۔ اگر انسان یہ تصور کرے کہ آخرت میں بھی ایسی عیش کوشی اور غفلت و مستی کی وجہ سے کامیاب ہوں گا تو خدا تعالیٰ نے اس معیار کو غلط قرار دیا اور اس انداز فکر کی تغلیط فرمائی ہے ۔

سعادت و نجات اخروی کے اسباب ہم دنیا میں بہت سی چیزیں ایسی بھی دیکھتے ہیں جو ایک زمانہ میں تو مفید ہوتی ہیں مگر دوسرے اوقات میں وہی چیزیں نقصان اور ہلاکت کا ذریعہ بن جاتی ہیں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ جو چیزیں گرمی میں آرام و راحت اور سکون و سرور کا ذریعہ تھیں وہی سردی میں راحت و فرحت کا ذریعہ ہوں گی گرمی میں برف ، ایرکنڈیشنڈ ، پنکھا اور ٹھنڈی چیزیں فرحت و سرور کا ذریعہ بنتی ہیں ۔ آرام و راحت ملتی ہے ۔ مگر یہی چیزیں سردی میں نقصان کا ذریعہ بنتی ہیں ۔ سردی میں کمرہ ہے اس میں برف ہے اور ایرکنڈیشنڈ لگا ہے ململ کا لباس ہے

تو انسان اس سے فائدہ کے بجائے نقصان اٹھاتا ہے۔ بلکہ ہلاکت کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اور سردیوں کے موسم میں ان اسباب کو اختیار کرنے والا اہلِ دنیا کی نظر میں احمق تصور ہو گا۔ لوگ اس سے کہیں گے نادان! یہ سرد اشیاء کے استعمال کا زمانہ نہیں۔ اب تو سردی کا ازالہ چاہئے۔ آگ جلانی چاہئے، ہیٹر لگانا چاہئے۔ گرم لباس، گرم کمبل اور ٹھنڈے شربت کی بجائے گرم چائے کا استعمال چاہئے۔ دنیا میں ایک ہی وقت میں ایسی جگہیں ہیں جہاں سردی بھی ہے اور گرمی بھی۔ مثلاً یورپ میں برف پڑتی ہے گرم لباس، گرم کپڑے، گرم کھانے وہاں کے لوگ استعمال کرتے ہیں۔ ہیٹر استعمال کرتے ہیں۔ مگر یہی لوگ یورپ سے نکل کر گرم علاقوں میں آئیں۔ افریقہ میں آئیں اور وہاں سے گرم لباس، گرم کوٹ، گرم کمبل سمیٹ کر ساتھ لائیں۔ تو شدید گرمی کے موسم میں گرم لباس کے استعمال سے فوراً ہلاک ہو جائیں گے۔ انہیں کہا جائے گا نادان! یہ تو افریقہ ہے۔ یہاں گرمی ہے۔ یہاں موٹا اور گرم لباس، گرم کمبل، گرم ہیٹر اور گرم انگیٹھی کی ضرورت نہیں یہاں نرم کپڑے، ٹھنڈے پانی اور برف آور اشیاء کے استعمال کی ضرورت ہے۔ یہاں برف اور پنکھے کی ضرورت ہے۔

تو دیکھو! جو چیز یورپ میں نجات کا ذریعہ ہے وہ افریقہ میں ہلاکت کا ذریعہ ہے۔ اور جو چیز افریقہ میں نجات کا ذریعہ ہے وہ یورپ میں نجات کا ذریعہ نہیں۔ جو چیز سردی میں ضرورت پڑتی ہے وہ گرمی میں ضرورت نہیں آتی اور جو چیز گرمیوں کی ہے اسے سردیوں میں استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تو دنیا کا حال ہے جب کہ دنیا و آخرت تو مستقل دو جہان ہیں دو عالم ہیں ایک عالم دنیا ہے اور ایک عالم آخرت ہے۔

دنیا میں کہا جاتا ہے کہ وہی کامیاب ہے جس کے ساتھ فوج ہے لاؤ لشکر ہے۔ توپیں ہیں اسلحہ اور وسائل ہیں حکومت اور اقتدار ہے خدم و حشم ہے مگر یاد رہے اگر دنیا کی یہ کرّوفر وہ اپنے ساتھ عالم آخرت میں لے بھی جائے تو وہاں یہ اس کے کسی کام نہیں آئیں گی۔ وہاں سب بے سود ہیں۔

مستحقین آخرت | تلک الدار الاخرۃ نجعلها للذین لایریدون علوا فی الارض ولافسادا ○ | وہ گھر ہے آخرت کا۔ ہم دیں گے وہ ان کو جو زمین میں تکبر اور فساد نہیں کرنا چاہتے۔

علو اور فساد، سرکشی اور بغاوت اور جبر وظلم سے دنیا میں اگر کوئی شخص جتنا بھی سرمایہ اکٹھا کر لے تو وہ دنیا میں بظاہر کامیاب ہے مگر سب سے بڑا فسادی اور آجکل سب سے بڑا تباہی کرنے والا اور انسانیت کا دشمن وہ روس ہے پورا عالم اس کے شر و فساد سے معمور ہے۔ انسان کو مغلوب محکوم بنایا، غلام و خادم بنایا۔ لوگ کہتے ہیں بڑی طاقت ہے، سپر پاور ہے۔ شاہ ایران کتنا بڑا بادشاہ خود کو کہلواتا تھا۔ فوجیں اور لشکر سلامیاں دیتے تھے کہتے تھے بڑا آدمی ہے، مگر اب کیا حالت ہے مگر یاد رہے اللہ پاک نے تنبیہ فرما دی۔ کہ آخرت ان لوگوں کے لئے نہیں جو زمین میں تکبر، علو اور فساد کرتے ہیں۔ لوگوں کے امن و امان اور خوشحالی و اطمینان کی زندگی کو تباہ کرتے ہیں۔ بلکہ

دارِ آخرت کے صحیح وارث وہ لوگ ہیں جو دنیا میں تواضع کرتے، عبدیت کا اظہار کرتے اور خدا کی مخلوق کی آسائش و آرام کا انتظام کرتے ہیں۔

دارِ آخرت اور احساس جواب دہی اسلام انسانیت کو سب سے پہلے آخرت کا تصور اور خدا کے سامنے جواب دہی کا احساس پیش کرتا ہے۔

اسلام انسانیت کو عقیدۂ آخرت اور فکرِ آخرت کا نظریہ دیتا ہے۔ اگر یہ عقیدہ راسخ ہے تو قلب ٹھیک کام کرے گا صحیح راستہ پر چلتا رہے گا۔ صراطِ مستقیم پر ہوگا۔

قلب بادشاہ ہے جسم بھی اللہ ہی کا عطیہ ہے جو بے فائدہ اور عبث نہیں پیدا کیا گیا جسم کے تمام اعضاء و جوارح کی اللہ نے اپنی اپنی ڈیوٹی لگا رکھی ہے۔ اور انسان کو اعضاء و جوارح کی شکل میں ایک فوج عطا فرمائی ہے انسان کے اعضاء و جوارح میں مختلف خاصیتیں ودیعت فرمائی ہیں۔ قوتِ شامہ بھی ہے قوتِ سامعہ بھی ہے قوتِ لامسہ بھی ہے قوتِ ذائقہ بھی ہے۔ دو آنکھیں دی ہیں جو مستقل نعمت ہے۔ دیکھنا ان کی مستقل ڈیوٹی ہے۔ کان دئے ہیں ان کی ڈیوٹی سماعت ہے۔ زبان دی ہے اس کی ڈیوٹی بولنا اور چکھنا ہے۔ ناک دی ہے اس کی ڈیوٹی سونگھنا اور سانس لینا ہے۔ ہاتھ اور پاؤں دئے ہیں کہ ان پر بطش اور مشی کرے گا۔ حفاظت کرے گا، لے گا دے گا۔ اب اللہ کریم نے انسان کو یہ ساری امانتیں عطا فرما کر حکم دیا کہ ان کو اپنے اپنے مصرف میں صحیح استعمال کرو۔

شکرانِ نعمت اب اگر بندہ نے ان جوارح کو اعضاء و اندام کو صحیح استعمال کیا تو گویا ان نعمتوں کا حق ادا کر دیا نعمتوں کا شکر کیا ہے؟

لوگوں نے شکرانِ نعمت کے بہت سے معانی بیان کئے ہیں ان تمام معانی کا خلاصہ یہ ہے کہ صرف زبان سے شکریہ ادا کرنے کا نام حقیقت شکر یہ نہیں بلکہ صحیح شکریہ یہ ہے کہ جس قدر نعمتیں اللہ پاک نے انسان کو دی ہیں ان کو صحیح مصرف میں استعمال کر لیا جائے تو یہ نعمت کا شکریہ ہے۔

خسران اور حرمانِ نعمت اگر اپنے مصرف میں ان کو صحیح طور پر نہ استعمال کیا گیا تو یہ حرمان ہے اللہ نے انسان کو عقل دی تھی، فکر دی تھی، آنکھیں عطا فرمائی تھیں۔ زبان عطا فرمائی تھی۔ کان دئے تھے مگر آنکھوں سے صحیح دیکھا نہیں، کچھ پڑھا نہیں۔ کانوں سے حق سنا نہیں، گانے بجانے سنتے رہے قرآن نہ سنا، تو گویا محروم رہا۔

ایک طالب علم کے پاس جب دماغ ہے دل ہے عقل ہے کان ہیں مگر دارالعلوم میں رہتے ہوئے اور درسگاہ میں آنے جانے کے باوجود، بے توجہ رہتا ہے۔ آنکھیں ہیں مگر مطالعہ نہیں کرتا۔ حافظہ خدا نے دیا ہے مگر محنت کر کے سبق یاد نہیں کرتا۔ تو اس نے گویا عظیم نعمت ضائع کر دی۔ محروم رہا، اس کو حرمان کہتے ہیں۔

بجلی ہے مگر استعمال نہیں کرتا۔ کپڑے ہیں مگر پہنتا نہیں۔ بدقسمت ہے محروم ہے اور اگر استعمال کیا جائز مصارف

میں استعمال نہ کیا تو یہ حرمان و خسران ہے ایسا شخص خائب اور خاسر ہے۔

قلب مملکت وجود کا بادشاہ ہے

تو اب وجود کے تمام خدام خواہ سپاہی ہوں یا آفیسرز، اللہ نے سب کا بادشاہ قلب مقرر فرمایا ہے۔ قلب حکمران ہے جس کی ڈیوٹی حکومت ہے کہ وجود کی ساری مملکت کے کارندوں کو صحیح استعمال کیا جائے۔

قلب گویا بادشاہ بھی ہے ٹریفک سپاہی بھی۔ کہ اعضاء و اندام کی تمام گاڑیوں کو، ٹریفک کو صحیح سمت چلانا ہے۔ خطرات کی علامت بتانا ہے۔ مکر و شیطنت اور اثم و گناہ اور بغاوت و عصیان کے حادثات سے بچانا ہے۔

جب دل بن گیا، دل کی اصلاح ہوگئی تو پھر ساری مملکت جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ دل سب کو ڈائرکشن اور ہدایات دیتا ہے۔ زبان کو بولنا، ہاتھ کو حرکت دینا، نگاہوں کو دیکھنا اور کانوں کو سننے کی ہدایات دیتا ہے

اگر قلب فاسد ہے، خراب ہے اذا فسدت فسد الجسد کلہ

جب قلب کی اصلاح نہ ہوئی اور وہ خود مادۂ فاسد سے معمور ہے تو جدھر نگاہیں ہوں گی دل بھی ادھر ہوگا کان جو سنیں گے دل اس پر راضی ہوگا۔ اعضاء و جوارح جس قدر غلط کاموں میں مصروف رہیں گے دل اس پر خوش ہوگا اور آفرین کہے گا

اعضاء و جوارح اور قلب کا محاسبہ

اللہ تعالیٰ ان سب کے بارے میں دریافت فرمائے گا آخرت میں محاسبہ ہوگا۔

ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔ بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب کی ان سے پوچھ ہوگی۔

سمع اور بصر جو قلب کے بنیادی وکیل ہیں قلب کا بنیادی کام علم اور تفکر تعقل اور تفقہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

لھم قلوب لا یفقھون بھا ان کے دل ہیں مگر وہ اس سے سمجھتے نہیں۔

ایک جگہ پر لا یعقلون بھا بھی آیا ہے۔

معلوم ہوا کہ قلب کا کام بھاگ دوڑ نہیں، بادشاہی کرنا اور فکر و تدبیر اور مملکت وجود کا انتظام و انصرام ہے بادشاہ اپنی جگہ پر بیٹھا ہوتا ہے مگر فوج اور لشکری کام کرتے ہیں۔ آنکھیں کام کرتی ہیں نوکری کرتی ہیں تھکتی ہیں۔ منہ کام کرتا ہے تھکتا ہے۔ ہاتھ پاؤں کا کام سعی و حرکت ہے عمل ہے اور دل کا کام، بادشاہی، علم و تفقہ اور اصلاح ہے تو علم و تفقہ کے دو بڑے ذرائع جسم میں سمع اور بصر ہیں یعنی دیکھنا اور سننا

ولھم اعین لا یبصرون بھا اور ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے

ولهم اذان لا يسمعون بها — نہیں اور ان کے کان ہیں مگران سے سنتے نہیں

انسانی اعضاء و جوارح کی شہادت خدا تعالیٰ آخرت میں ان کے بارے میں دریافت فرمائے گا کہ سمع و بصر اور قلب کو کس مصرف میں استعمال کیا تھا۔ زبان کو حکم دیا جائے گا کہ تو شہادت دے کہ تجھے کس چیز میں استعمال کیا گیا۔ ہاتھ پاؤں اور چمڑی تک کو گواہی اور گویائی کا حکم دے دیا جائے گا۔ انسان خاموش رہے گا۔ ہاتھ اور پاؤں بولیں گے۔ چمڑی گواہی دے گی۔ کان اور ناک گواہی دیں گے انسان حیران ہوگا اور اپنے اعضاء و جوارح سے کہے گا تم میرے خلاف کیوں گواہی دے رہے ہو۔ دنیا میں تو تم بات بھی نہیں کر سکتے تھے اب کیسے گویا ہو گئے۔

قالوا انطقنا الله الذى انطق كل شئ۔ — جس ذات نے ہر چیز کو قوتِ نطق اور قوتِ گویائی بخشی ہے اسی ذات نے ہم کو بھی آج بولنے کی توفیق دے دی ہے۔

خدا نے دنیا میں ہم کو خاموش رکھا اور سب کچھ، اور انسان کا سارا کردار ہمارے اندر ریکارڈ فرمایا۔ ہم دیکھتے ہیں کیسٹ ٹائپ ریکارڈ مشین میں رکھ دی جاتی ہے وہ بولتی نہیں بلکہ الفاظ اور آواز کو ریکارڈ کرتی ہے۔ بعد میں جب بٹن دبا دیا جاتا ہے وہی خاموش، جامد اور بے جان کیسٹ ریکارڈ شدہ مواد کما حقہ ظاہر کر دیتی ہے۔

جسم انسان کے اعضاء و جوارح، کان، ناک، ہاتھ پاؤں اور آنکھوں میں سب کچھ اللہ پاک ریکارڈ کر رہے ہیں پھر زبان پر مُہر لگا دی جائے گی اور اعضاء و جوارح ٹائپ ریکارڈر کی طرح سب کچھ بیان کر دیں گے۔

اليوم نختم على افواههم و تكلمنا ايديهم و تشهد ارجلهم بما كانوا يكسبون ٥ — آج ہم مہر لگا دیں گے ان کے منہ پر اور ہم سے ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ وہ کماتے تھے۔

تو قلب کی اصلاح، فکرِ آخرت، تصورِ آخرت اور جواب دہی کے احساس سے ہوتی ہے جتنی آخرت کی طرف توجہ کم ہے فکرِ آخرت نہیں ہے اتنی ہی اعضاء جوارح کے اعمال کمزور ہیں۔ عالمِ آخرت مطمح نظر ہونا چاہئے جہاں کے تفصیلات اور حالات واقعات، قرآن و حدیث میں مذکور ہیں۔ اگر ایک شخص آخرت کا منکر ہے کمیونسٹ ہے بعث بعد الموت پر یقین نہیں رکھتا۔ ملحد ہے دہری ہے تو اس کی نظر عالمِ آخرت پر نہیں۔ قیامت پر نہیں محاسبۂ آخرت پر نہیں، مسلمان اور اہلِ ایمان کا ان سے امتیاز یہ ہے کہ مسلمان کو آخرت کے وجود اور وقوع کی قطعیت کا اس طرح یقین ہوتا ہے جیسے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو۔ آخرت کے شدائد بھی حد سے بڑھ

کریں اور وہاں کے تکالیف بھی بڑھ کر ہیں۔ عذاب بھی سخت ہیں مگر نعمتیں، انعامات، فضل وکرم اور بخشش بھی حد سے بڑھ کر اور بے پناہ ہیں لاتعد ولاتحصیٰ ہیں۔

دنیا میں اللہ تعالیٰ نے آخرت کے دونوں پہلو، ثواب وعذاب، نعمت وغضب، انعام وانتقام کو پوری طرح ظاہر نہیں فرمایا۔

اللہ کی شان جلال وجمال اللہ تعالیٰ کی ایک شان جلال کی ہے اور ایک جمال کی۔

جلال قہر وغضب، رعب، دبدبہ، تاثر ہی کو کہتے ہیں۔ ہم دنیا میں کمزور ہیں ناتواں ہیں، ضعیف ہیں۔ اگر اللہ نے دنیا میں اپنے حقیقی جلال کا اظہار فرمایا ہوتا تو کوئی باقی نہ رہتا۔ ساری کائنات نیست ونابود ہو جاتی کس میں طاقت ہے کہ اس کے جلال کی تاب لا سکے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ اللہ نے اپنے جمال کا معمولی سا جلوہ کوہ طور پر ظاہر فرمایا تو پہاڑ برداشت نہ کر سکے۔ جعلہ دکا۔

جمال کی ایک جھلک سے پہاڑ ذرہ ذرہ ہو گیا۔ خود سیدنا حضرت موسیٰؑ بے ہوش ہو گئے۔ جمال یعنی فضل وکرم اور رحمت وعنایت کا اظہار بھی اللہ نے اتنا فرمایا ہے جتنا کہ ہم برداشت کر سکتے ہیں۔ مظہر جلال اور مظہر غضب آخرت میں ہوگا۔ اور مظہر جمال اور مظہر رحمت بھی آخرت میں مکمل صورت میں ظاہر ہوگا۔

جہنم مظہر جلال ہے مظہر جلال جہنم کی شکل میں ہے اور مظہر جمال، جنت کی شکل میں۔ وہاں انسان غیر فانی ہے۔ اس پر موت نہیں۔ وہاں انسان فولاد سے مضبوط ہوگا۔ جمال وجلال کے مظاہر اس میں صلاحیت آجانے کی وجہ سے اسے فنا نہیں کر سکیں گے۔ کہ خدا کی مرضی یہی ہوگی کہ وہ فنا نہ ہو۔ جہنم میں خدا کی رحمت کا کوئی مظاہرہ نہ ہوگا۔ رونا پیٹنا، عذر ومعذرت اور توبہ سب اکارت جائیں گے۔ جہنمی پانی کا سوال کریں گے تو انہیں شدت اصرار پر پانی مہیا کر دیا جائے گا مگر وہ اس قدر گرم ہوگا کہ اس کی تپش سے ان کے چہرے جھلس جائیں گے اور ہونٹ کٹ کر پانی کے برتن میں آگریں گے۔

خراب رنگ ہوگا جیسے تیل کی تلچھٹ، جب مجبوری سے پانی کا گھونٹ لیں گے فقطع امعائہم ان کی آنتیں ٹکڑے ہو کر باہر نکل پڑیں گی۔ کھانے کو زقوم ملے گا جو قبیح ترین چیز ہے۔ جس کا کھانا اور نگلنا کسی کے بس کا نہیں۔ سزاؤں اور عذاب وتکالیف سے تنگ آکر جہنمی عرض کریں گے الٰہی! اب ہمیں فنا کر دے نیست ونابود کر دے۔ رحم کی درخواست کریں گے زندگی کے بجائے موت مانگیں گے۔ وہاں براہ راست اللہ سے کوئی درخواست نہیں پیش کر سکے گا جہنم کے داروغہ اور مالک کے ذریعہ عرضی پیش کریں گے۔

یٰملک لیقض علینا ربک۔ اے مالک! تیرا رب ہم پر موت لے آئے۔ جب وہ درخواست اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوگی۔ تو حدیث میں آتا ہے کہ کئی ہزار سال بعد اس کا جواب آئے گا۔

اخسئوا فیھا ولا تکلمون　　پھٹکار ہے اس میں اور مجھ سے نہ بولو

اخسئوا عربی کا لفظ ہے معنی یہ ہے کہ کتوں کی طرح دھتکار دئے جائیں گے۔ یہ جہنم کی معمولی سی جھلک ہے جو اس آیت میں کھینچ دی گئی ہے۔ وہاں تو جلال ہی جلال ہے غضب ہی غضب ہے۔

جنت مظہر جمال ہے | دوسری جانب جنت ہے اور مظہر جمال ہے وہاں کے جمال، انعام واکرام، نعمت و احسان کی کوئی حد نہیں کوئی حساب نہیں جس کی تعبیر بھی نہیں کی جا سکتی۔

فلا تعلم نفس ما اخفی لھم　　کسی بھی نفس کو معلوم نہیں کہ ان کے واسطے کیا
من قرۃ اعین۔　　کچھ مخفی رکھا گیا ہے اور جو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا۔

انسان کو علم نہیں کہ اس کے لئے کیسے کیسے مخفی خزانے نعمت وکرم کے رکھ دئے گئے ہیں۔ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے جنت کی شکل میں۔

ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم　　تم کو وہاں وہی کچھ ملے گا جو تمہارا جی چاہے گا
ولکم فیھا ما تدعون۔　　اور جو مانگو گے سو وہی تم کو ملے گا۔

دل میں جو خواہش آئے گی وہی چیز مل جائے گی۔ دل میں خواہش کا آنا ہے کہ چیز کا آنا فانا موجود ہو جانا ہے کن فیکون کا مظاہرہ ہوگا۔

جنتی جس میوے، جس درخت کے قریب ہوگا چاہے گا کہ پھل کھاؤں شاخیں اس کے منہ کے قریب آجائیں گی بغیر کسی مشقت اور تکلیف پھل اس کے منہ میں پہنچ جائیں گے۔ شربت، شراب طہور غرض جس چیز کو جی چاہے گا تصور سے سب کچھ پیش خدمت ہو جائے گا۔ وہاں کے انسان غیر فانی ہیں بقا ہی بقا ہے۔

جنت میں کوئی حسین تصویر پسند آئی۔ یہ خیال اور اس کا تصور آنا ہوگا کہ دیکھنے والا خود اس حسین تصویر کا مرقع بن جائے گا۔ محلات ہیں، مکانات ہیں حسن وجمال کے مظاہر ہیں۔ دربار خداوندی میں دیدار خداوندی اور نعمت وانعام الٰہی سے نوازے جائیں گے۔ جلوۂ الٰہی کے مزے لوٹیں گے۔ اللہ العالمین کی طرف سے انہیں سلام کیا جائے گا۔ سلام قولا من رب الرحیم

وہاں سلامتی ہی سلامتی ہے جنت کا ہر لمحہ ایک نئی دنیا ایک نیا جہان ہے۔ حوریں غلمان ہیں۔ اگر جنت میں آخری درجہ کا کوئی مسلمان ہے تو اس کی بھی یہ شان ہے کہ اسے کہا جائے گا کہ خواہشات بیان کرو۔

جنت میں پہلا اور سب سے آخر میں داخل ہونے والا مسلمان | حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:- کہ مجھے وہ شخص بھی معلوم ہے جو جنت میں سب سے پہلے داخل کیا جائے گا

اور ایسا شخص بھی معلوم ہے جو سب سے آخر میں جہنم سے نکالا جائے گا۔ اس کی شکل جلے بُھنے اور دھوآں آلود انسان کی ہوگی۔ کوئلہ کی طرح ہوگا۔ زبان بھی بے کار ہوگی کہ فریاد تک نہ کرسکے گا۔ پھر اللہ پاک اسے ماء الحیات میں ڈال دیں گے جہاں کے غوطہ سے وہ سرسبز و شاداب تروتازہ اور صحت مند ہوجائے گا۔ جہنم سے نکالے جانے کے وقت اس کی حالت یہ ہوگی کہ اٹھنے کی تاب نہیں ہوگی۔ گھسٹ کر چلے گا۔ حدیث میں حذوا کے الفاظ آئے ہیں۔ جب جنت کے دروازہ کے قریب پہنچے گا تو دیکھے گا کہ جنت میں کہیں جگہ نہیں۔ دروازہ میں پہنچ کر اللہ رؤف الرحیم کی طرف نظر اٹھا اٹھا کر دیکھے گا کہ بار الٰہ، جنت میں کہیں جگہ نہیں۔ میں کدھر جاؤں گا، کہاں بیٹھوں گا۔ اللہ تعالیٰ تو علیم بذات الصدور ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے۔

اتذکر الدنیا — کیا دنیا کی حالت یاد آگئی ہے۔

تو نے دنیا پر جنت کا قیاس کرلیا۔ جہاں جگہ بھر گئی تو وسعت کی گنجائش نہیں۔ جنت دنیا کی طرح نہیں وسیع ہے فراخ اور کشادہ ہے۔

دوسرا معنی اس کا یہ بھی ہے کہ

اتذکر الدنیا — تجھے دنیا بھی یاد ہے۔

کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا مستحضر کرا دینا چاہتے ہیں۔ کہ دنیا کس قدر وسیع تھی۔ یورپ، امریکہ، افریقہ، ایشیا چین، بحر و بر سب اس میں تھے سب کو مستحضر کرے پھر جب سب کچھ وہ شخص اپنے تصور میں مستحضر کرلے گا تو ارشاد باری تعالیٰ ہوگا۔

تمنّ — مانگو جو کچھ مانگتے ہو جو تمنا رکھتے ہو۔

انسان کی تمنا پر کوئی پابندی نہیں۔ جو کچھ مانگو گے سب کچھ دے دیا جائے گا۔

وعشرۃ اضعاف الدنیا اس دنیا اور دنیا سے دس چند بڑھ کر جنت میں جگہ اور مقام تجھے دے دیا گیا۔

یہ خدا تعالیٰ کی شان جمال ہے جس کا ظہور ہو رہا ہے۔

انسان تو بہرحال انسان اور کمزور وضعیف ہے حیران ہوجائے گا کہ پہلے آگ میں جلایا گیا اب جنت کے دروازے پہ لایا گیا بتایا گیا ہر جگہ ہے نہیں "تکالیف میں عرض کرے گا الٰہی!

اتسخر بی و انت الملک — آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں حالاں کہ آپ تو بادشاہ ہیں۔

الٰہی تو تو رب العالمین اور بادشاہ ہے۔ شاہنشاہ اور احکم الحاکمین کی شان کے ساتھ یہ لائق نہیں کہ وہ اپنے غلاموں اور بندوں کے ساتھ تمسخر کرے۔

ایک گنہگار پر عنایت غفار کا عجیب منظر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بیان فرمایا تو اس پر خوب قہقہہ سے ہنس دیئے۔

اسی طرح ایک حدیث کا مضمون ہے کہ کوئی ایک گنہ گار انسان جہنم سے نکال دیا جائے گا۔ چھوٹے بڑے جرائم کئے ہوں گے گناہوں کی فائل کھول دی جائے گی۔ جس میں چھوٹے سے چھوٹے گناہوں کا بھی اندراج ہوگا۔

پوچھا جائے گا یہ گناہ کیا ہے؟ یہ کیا ہے؟ خوف سے کانپ رہا ہوگا اور دل میں کہے گا کہ شکر ہے کہ چھوٹے چھوٹے گناہوں کا اندراج ہوا ہے۔ بڑے گناہوں کا ذکر نہیں۔ اقرار کرتا جائے گا سب صغائر ہوں گے۔ خدا کے فیصلہ کا منتظر ہوگا کہ اچانک اللہ تعالیٰ کا فیصلہ صادر ہو جائے گا۔ کہ اس گنہ گار کو ہر گناہ کے بدلے میں نیکیاں دے دو۔ یہ صفت جمال اور صفت رحمت کا مظاہرہ ہوگا۔

وہ گنہ گار انسان خوش ہوگا کہ آج اللہ کریم گناہوں کو نیکیوں میں بدل رہے ہیں۔ عرض کرے گا الٰہی، یہ بڑے بڑے جرائم اور بڑے بڑے گناہوں کا ذکر نہیں کیا گیا۔ نامہ اعمال میں جھانک جھانک کر دیکھے گا۔ پوچھا جائے گا کیوں؟ عرض کرے گا میں نے بڑے بڑے گناہ کئے ہیں ان کا یہاں ذکر نہیں۔

ایک اشکال اور اس کا حل حضور اقدسؐ اس بات پر بہت مسکرائے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عمومی انداز تبسم کا تھا، چہرۂ انور پر مسکراہٹ تھی، بشاشت تھی۔ مگر اونچی آواز سے قہقہے سے حضورؐ نے منع فرمایا ہے۔

فان کثرۃ الضحک یمیت القلب زیادہ ہنسنے سے قلب مر جاتا ہے ؂

مجھے یہ ڈر ہے دلِ زندہ تو نہ مر جائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

اب جہاں یہ آیا ہے کہ حضورؐ قہقہے سے ہنسے تو وہ دنیا کی چیز پر نہیں۔ دنیا کے لہو و لعب پر نہیں۔ دنیا کی خوشی پر نہیں۔ بلکہ آخرت کی بات اور خدا کی رحمت کے عظیم مظاہرہ پر بے حد خوش ہوئے۔ خدا کی عظیم رحمت کے ظہور پر بے پناہ خوشی سے قہقہے سے ہنس دیئے۔

ایک موقع پر ایک کافر مفتوح ہوا اور مسلمان فاتح ہوا۔ خدا کی رحمت کا مظاہرہ ہوا تو بے اختیار ہنس دیئے۔

کافر محاذ جنگ میں ڈھال لئے بیٹھا ہے اور حضرت سعدؓ تاک میں بیٹھے تھے۔ وہ کافر بڑے شاطر اور عیار تھے ڈھال سے خود کو بچاتے۔ حضرت سعد بے حد تیر انداز تھے۔ کافر بھی بڑا با کمال فن کار تھا کہ حضرت سعد کا نشانہ درست نہیں ہو رہا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس سارے منظر کو دیکھ رہے تھے کہ حضرت سعد نے بڑی پر کاری اور ہوشیاری سے قدرے گنجائش پر تیر کو ہدف تک پہنچا دیا۔ اور وہ کافر کی پیشانی پر لگا اور کافر دھڑام سے

آگیا۔ اس کامیابی پر آپؐ بے حد خوش ہوئے اور اونچی آواز سے ہنستے رہے تو یہ مجاہد کے غلبۂ رحمت و نصرت خداوندی کے ظہور اور آخرت کی بات تھی ۔

بہر حال جنت اور جہنم اللہ کی صفات جلال و جمال کا مظہر اتم ہیں قلب میں دونوں کا تصور لایا جائے ۔ دونوں کی حقیقت جاگزیں کردی جائے ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اعمال صالحہ کی تاکید فرمائی ہے ادھر اشارہ ہے کہ جنت اور جہنم اعمال سے بنتے ہیں ۔

بیت المعمور کائنات کا قطب الرحیٰ ہے

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو آپ نے مختلف مناظر دیکھے ۔ ساتویں آسمان پر دیکھا کہ حضرت ابراہیمؑ تشریف فرما ہیں اور بیت المعمور پر تکیہ کئے ہوئے ہیں ۔ ساتوں آسمانوں اور زمین پر بیت المعمور کے محاذ میں قبلے بنا دئے گئے ہیں ۔

۷۰ ہزار فرشتے روزانہ بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں جن کو بعد میں قیامت تک طواف کی باری نہیں ملتی ۔

خانہ کعبہ بھی اسی بیت المعمور اور قبلہ حقیقی کا ایک مظہر ہے ۔

بیت المعمور گویا پوری کائنات کے لئے قطب الرحیٰ ہے ۔

تو اللہ پاک نے حضرت ابراہیمؑ کو جگہ بھی بیت المعمور کے ساتھ عنایت فرمائی ۔ کہ ان کا عمل بھی بیت اللہ کی تعمیر کا تھا ۔ جیسا عمل کرو گے ویسا ہی نتیجہ مرتب ہوگا ۔

امت محمدیہ کے نام حضرت ابراہیم کا پیغام

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو آپ کو بڑی مسرت ہوئی اور امت کے مورث اول ملت ابراہیمی کے اول موسس حضرت ابراہیم سے ملاقات فرمائی ۔

ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سمٰکم المسلمین ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیمؑ سے اپنی امت کے لئے پیغام کی درخواست کی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ۔

امت سے میرا سلام کہنا ، یہ کہہ دینا کہ

الجنۃ قیعان

دنیا کے اعمال جنت یا جہنم کی تعمیر ہیں

جنت میدان ہے چٹیل ، محلات ، بنگلوں اور نہروں کے بنانے کا میدان ہے ۔ اس میں کاشت اور تعمیر کی ضرورت ہے ۔ یہاں کا عمل ، وہاں کی کاشت اور وہاں کی تعمیر ہے اگر عمل نہ کیا تو وہاں چٹیل میدان ہے چٹیل ہی رہے گا ۔

جس طرح زمین قدرتی خزانوں سے مالا مال ہے پٹرول ہے تیل ہے معدنیات ہیں ، سونا ہے چاندی ہے مگر اس کے لئے ہے جس نے مشقت کر کے کام کیا ۔

اسی طرح ہمارے لئے بھی جنت میں سب کچھ ہے ۔ مگر ملے گا اسے جس نے عمل سے وہاں کے خزانوں میں اپنا استحقاق بنا لیا ۔

حدیث میں آتا ہے کہ :-

راستہ میں ایک جگہ جنت میں فرشتے محل بنا رہے تھے تعمیر جاری تھی کچھ کام کے بعد فرشتوں نے اس محل کو درمیان میں چھوڑ دیا ۔ چھت وغیرہ نہ بنائی ۔ تو کام کرنے والوں سے دیگر ملائکہ نے پوچھا ۔ کام کرتے ہوئے اب اسے کیوں ترک کر دیا ۔ تو انہوں نے عرض کیا ۔ فلاں صاحب دنیا میں ہمارے لئے میٹریل اور سامان تیار کر کے بھیجتے رہتے اور ہم اسے یہاں لگاتے اور استعمال کرتے ۔ اب اس صاحب نے کام چھوڑ دیا سامان نہیں بھیجا یعنی عمل چھوڑ دیا ۔ تو اس کی تعمیر کیسے ہو گی ۔ اس لئے ہم نے بھی کام چھوڑ دیا ۔

خدا تعالیٰ سب کو نیک عمل ، فکر آخرت اور اصلاح قلب کی توفیق عطا فرمائے ۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

قومی اسمبلی میں

اسلام کا معرکہ

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی سرگرمیاں

ــــ ، صورت شمشیر ہے دست قضا میں وہ قوم کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب (اقبالؒ)

قومی اسمبلی میں جمہوری قومی و ملی مسائل پر قراردادیں ، مباحثات ۔ پارلیمنٹ میں موجودہ سیاسی پارٹیوں کا موقف ، حزب اختلاف اور حزب اقتدار کا اسلامی و ملی مسائل کے بارہ میں رویہ ، شیخ الحدیث کی تقاریر ، اور ان کی قراردادوں پر ارکان اسمبلی کا ردعمل ـــــ آئین کو اسلامی اور جمہوری بنانے کی جدوجہد پر کیا گذری ، تحاریک التواء ، سوالات اور جوابات ، مسودہ دستور میں ترمیمات اور تشریحی تقریریں ۔

★ سیاستدانوں کے منشور اور انتخابی وعدے کردار کی کسوٹی پر ۔

★ ایک اہم سیاسی دستاویز ۔

★ ایک آئینہ اور ایک اعمالنامہ

★ ایک ایسی رپورٹ جو اسمبلی کے شائع کردہ سرکاری رپورٹ کے حوالوں سے بھی مستند ہے ۔

★ پاکستان کے مرحلہ آئین سازی کی ایک تاریخی داستان اور ایک ایسی کتاب جس سے وکلاء ، سیاستدان بھی اور اسلامی سیاست میں منہمک افراد اور جماعتیں بھی بے نیاز نہیں ہو سکتیں ۔

★ ایک ایسی کتاب جو جہاد حق اور غلبۂ اسلام کے علمبردار علماء کیلئے حجت و برہان بھی ہے ۔ اور مستقبل میں اسلامی جدوجہد میں رہنما بھی ـــــ کتاب شائع ہو چکی ہے اور ترسیل جاری ہے ۔

عمدہ کتابت و طباعت حسین سرورق ، قیمت پندرہ روپے ، صفحات ۴۰۰

مؤتمر المصنفین اکوڑہ خٹک (پشاور)

افغانستان پر روسی جارحیت اور مؤتمر المصنفین کی اہم پیشکش

روسی الحاد

پس منظر و پیش منظر

تالیف و اشاعت ـــــ مؤتمر المصنفین

سوشلزم اور کمیونزم حریت اقوام ، آزادی افکار کا غاصب اور دیگر مذاہب کا عظیم دشمن اور انسانی و اخلاقی قدروں کا کن کن طریقوں سے باغی ہے ! ان سب باتوں کا جواب اور کمیونزم کی فکری نشوونما ، جنگ اقتدار ، مظالم اور چیرہ دستیوں ، مستقبل کے ناپاک عزائم کا تحقیقی اور تفصیلی جائزہ ۔

اہم ابواب کی ایک جھلک جبکہ ہر باب کئی ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے

۱۔ محرکات و عوامل

۲۔ سوشلزم کا فکری سفر

۳۔ عملی سرگرمیاں اور جنگ اقتدار

۴۔ سوشلزم کی چیرہ دستیاں

۵۔ مذہب و اخلاق دشمنی

۶۔ سامراجی تسلط ۔ روس اور افغانستان ، پاکستان اور سوشلزم

افغانستان پر ظالمانہ یلغار کے بعد روس پاکستان کے دروازوں پر دستک دے رہا ہے ۔ آئیے عملی جہاد کے ساتھ ساتھ علمی و فکری جہاد کیلئے بھی کمربستہ ہو جائیں ـــ ایک بھیانک اور مکروہ چہرہ جسکو بے نقاب کرنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے

بلاشبہ اس موضوع پر ایک مستند اور تحقیقی کتاب

جس کیلئے صدہا ماخذ کو کھنگالا گیا ہے

قیمت ۱۲ روپیہ صفحات ۲۰۰ کاغذ و طباعت عمدہ ۔ تبلیغ کے لئے ۲۰ نسخوں پر ۳۳ فیصد رعایت

آج ہی طلب فرمائیں